اسلامی دنیا چوتھی صدی ہجری میں
ملک مشرق
(ہیطل اور خراسان)

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق۔ استاذ ادبیات عربی۔ دہلی یونیورسٹی)

(سیاق وسباق کے لئے ملاحظہ ہو برہان ماہ فروری)

۱۔ محصول

عام طور پر محصول ہلکے تھے، مگر جیحون کے معبروں پر غلاموں کی نقل وحرکت پر سخت پابندی تھی شاہی پرمٹ کے بغیر کوئی غلام دریا پار نہ کرسکتا تھا، اور پرمٹ کی فیس ستر سے سو درہم (تقریباً چھپن روپئے) تک تھی، اسی طرح ہر ترکی نسل کی کنیز کو جس کے لئے شاہی پرمٹ نہ لیا گیا ہو، دریا پار کرنے کے لئے ستر سے سو درہم تک دینا پڑتے تھے، عام آزاد عورتوں کو بھی دریا پار کرنے کے لئے بیس سے تیس درہم (ایک درہم تقریباً ۹ر) تک فیس ادا کرنی پڑتی تھی، ہر اونٹ پر دریا پار کرنے کا محصول دو درہم تھا، سوار کے ساتھ جو سوتی کپڑا (غالباً بے سلا) ہوتا اس پر ایک درہم محصول لیا جاتا۔ چونکہ بخارا کے بازاروں میں چھپا چوری چاندی لائی جاتی تھی، اس کی روک تھام کے لئے جیحون کے معبروں پر تلاشی لی جاتی تھی[1]

۲۔ رسم ورواج

خراسان اور ہیطل کے رسم ورواج عربی ممالک کے رسم ورواج سے بہت مختلف تھے۔ جمعہ کے خطبہ کے دوران میں جب رسول اللہ کا نام آتا تو خطیب درود بھیجتے وقت دائیں بائیں

---

[1] مقدسی ص ۳۴۱

اپنا منہ نہیں پھیرتے تھے جیسا کہ عربی ممالک میں دستور تھا۔ مؤذنوں کے لئے منبر کے سامنے ایک تخت ہوتا تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ خطبہ کے وقت بُرے لحن میں اذان دیتے تھے، صرف نیسابور کے موذّن خوش الحان تھے۔

خطیب نہ تو فراک پہنتے تھے، نہ قبا ر (ڈھیلا لمبا کوٹ جو پنڈلیوں تک جاتا تھا)، نماز جمعہ کے خطبہ کے وقت ان کا لباس ایک چست پٹی دار کوٹ ہوتا تھا (دُرّاعة) اور خطبہ کے لئے وہ جب آتے تو (مسنون طریقے کے برخلاف) تیز گام ہونے کی بجائے آہستہ خرام ہوتے تھے واعظ لکھے ہوئے وعظ سنانے کی بجائے (جیسا عرب ممالک میں دستور تھا) زبانی وعظ کہتے تھے سارے ملک میں وعظ گوئی کے لئے کسی خاص لیاقت یا علمیت کا معیار مقرر نہ تھا، بلکہ ہر شخص وعظ دے سکتا تھا، صرف مرو، سَرخَس اور بخارا میں علماء قرآن و فقہ ہی یہ خدمت انجام دے سکتے تھے، امام ابوحنیفہ کے مقلد مذکورہ تین مقاموں میں لکھے ہوئے وعظ سنایا کرتے تھے۔

حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کی سواری کے ساتھ آگے آگے نقارے بجائے جاتے تھے عام طور پر ہر شخص کی گواہی مستند سمجھی جاتی تھی، تاہم ہر شہر میں متعدد مزکی ہوتے تھے جو لوگوں کے چال چلن سے واقف ہوتے اور حکومت کی نظر میں ثقہ سمجھے جاتے تھے، اگر فریق مقدمہ کسی گواہ پر اعتراض کرتا تو اس کے بارے میں مُزکّی کی رائے مستند خیال کی جاتی تھی۔

نیسابور میں متعدد عمدہ رسمیں تھیں: یہاں ہر اتوار اور بدھ کو انصاف کی مجلس منعقد ہوتی تھی، جس کی صدارت سپہ سالار، یا وزیر کرتا تھا، ہر شخص کو اپنی شکایت پیش کرنے کی آزادی تھی، عرضیاں صدر کے سامنے لائی جاتیں اور قاضیوں، عالموں اور اکابر دربار کی مدد سے فیصلہ کرتا تھا۔ ہر پیر اور جمعرات کو نیسابور کی بے نظیر مسجد رَجاء میں فیصلے سنائے جاتے تھے۔

جمعہ کے دن شہر کے اعیان و اکابر کے مکانوں پر قرآن خوانی کی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں بڑے بڑے قرآن خواں چاشت تک تلاوت کرتے تھے۔

لباس کے تین فیشن تھے: اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور بڑے لوگ طیلسان (ایک کڑھ

ہوا بڑا رومال جو سر پر ڈالا جاتا تھا اور کندھوں کے نیچے تک پھیلتا تھا) اوڑھتے تھے اور عمامے باندھتے تھے، بڑے تاجر صرف طیلسان اوڑھتے تھے، عمامے نہیں باندھتے تھے، ان سے کم درجہ کے لوگ نہ طیلسان اوڑھتے، نہ عمامے باندھتے۔ سردی کے موسم میں معزز لوگ عمامہ پر طیلسان اوڑھتے اور چست بٹی دار کوٹ پہنتے تھے۔

مصر اور شام کے مروّجہ دستور کے برخلاف یہاں ہر شخص گھوڑے پر سوار ہو سکتا تھا ماوراء النہر میں صرف اعلیٰ پایہ کے فقیہ یا پردیسی طیلسان اوڑھتے تھے، یہاں عام رواج چُست چھوٹے کوٹ پہننے کا تھا، یہ لوگ چونکہ اکثر مصروف جہاد رہتے، ان کے لئے ڈھیلے، کھلے ہوتے لباس موزوں نہ تھے۔ فوجی کوٹ کی آستینیں تنگ ہوتی تھیں۔

بخارا کے اکثر لوگ جب بات کرتے تو کندھے اُچکاتے تھے۔

اس ملک میں بغیر تہبند یا شلوار کوئی شخص حمام میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

سجستان کے باشندے تہ بہ تہ تاج کی طرح عمامے باندھتے تھے۔

مرو میں درمیانی درجہ کا فقیہ طیلسان کا گھیر صرف ایک کندھے پر ڈال سکتا تھا، جب اس کا درجہ بڑھ جاتا تو وہ دونوں کندھوں پر گھیر پھیلانے کا مستحق ہو جاتا تھا[1]

۳۔ باشندوں کا رنگ روپ

ہیطل اور خراسان کے لوگوں کا رنگ ایک سا نہ تھا، صوبہائے شاش اور فرغانہ کے لوگ رنگ و روپ میں سارے خراسان اور ہیطل کے لوگوں سے زیادہ دل فریب تھے، یہاں کے بعد نسف، طراز اور باراب کے لوگوں کا رنگ و روپ تھا، اس علاقہ کی عورتیں بالخصوص حسن و جمال میں بے مثال تھیں، تیسرے درجہ پر سمرقند کے لوگوں کا رنگ و روپ تھا، چوتھے درجہ پر بخارا کے باشندوں کا، پانچویں درجہ پر مرو کے باشندوں کا؛ دیگر علاقوں کا رنگ و روپ کوئی نمایاں حیثیت نہ رکھتا تھا، طبس التمرہ، بُست اور سجستان کے لوگوں کا رنگ گندمی تھا۔ غزنین

[1] مقدسی صفحہ ۳۲۷ - ۳۲۸

اور خوارزم کے باشندے عام طور پر سرخی مائل سپید تھے، لیکن یہاں اس رنگ سے مختلف رنگ کے لوگ بھی پائے جاتے تھے[1]

۴۔ زبان

سارے ملک میں ایک زبان یا ایک معیار کی فارسی رائج نہ تھی، بلکہ ہر علاقہ میں زبان اور بولی کا فرق تھا۔ نیسابور کی فارسی صاف اور عام فہم تھی مگر یہاں کے باشندے لفظ کے ابتدائی حرف کو مکسور بولتے تھے اور اس کے بعد ی بڑھا دیتے تھے، مثلاً بیگو، بیشنو (بگو بشنو کی جگہ) اور اسی طرح بلا ضرورت س کا اضافہ کر دیتے تھے مثلاً بگفتستی و بخفتستی عام فہم ہونے کے باوجود یہاں کی بولی معیار سے گری ہوئی تھی اور اس میں تیزی و ترشی پائی جاتی تھی، طوس اور نسا کے لوگوں کی زبان بہت شستہ تھی۔

سجستان کے لوگ سخت، درشت اور طنز آمیز زبان استعمال کرتے تھے اور گرج کر بات کرتے تھے۔ بُست کی فارسی بہت اچھی تھی، مگر بُست اور نیسابور کے دیہات میں غیر مہذب زبان بولی جاتی تھی۔

مرورود اور مرو شاہجان کی زبان خاصی تھی، مگر اس میں تیزی و ترشی تھی اور الفاظ کے آخر کو بڑھا کر اور کھینچ کر ادا کیا جاتا تھا، مثلاً برائے ایں کی جگہ یہاں کے لوگ بیرون ایں کہتے تھے۔ اس نوع کی زیادتی ان کے کلام میں بہت پائی جاتی تھی۔

سب سے عمدہ، شستہ اور مہذب فارسی بلخ کی تھی، با ایں ہمہ یہاں کے باشندے مبتذل اور رکیک الفاظ بولنے کے بھی خوگر تھے۔

ہَرَاۃ کی فارسی سارے خراسان اور ہیطل کی فارسی سے زیادہ وحشیانہ تھی۔ غیر مہذب ناتراشیدہ، اور رکیک الفاظ سے بھری ہوئی، یہاں کے باشندے لفظ چبا کر، رک رک کر بولتے، اور گندے کلمے استعمال کرتے تھے۔

---

[1] مقدسی ص۳۳۶

سیاح نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے یہاں کے صوبوں کی زبان کے حُسن و قُبح پر روشنی پڑتی ہے: خراسان کے کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ خراسان کے ہر صوبے سے ایک ایک شخص بلائے اور اس کی گفتگو جانچے ۔ سجستان کا باشندہ بات چیت کر چکا تو وزیر نے کہا کہ اس کی زبان "لڑنے اور مارنے" کے مطلب کی ہے ۔ اس کے بعد نیسابور کا باشندہ آیا، اس سے بات چیت کرنے کے بعد وزیر نے کہا کہ اس کی زبان ایک "قرض خواہ کے تقاضہ" کی زبان ہے (یعنی تیز و ترش) پھر مرو کا باشندہ آیا، اس سے گفتگو کرنے کے بعد وزیر نے کہا اس کی زبان "وزارت" کے مطلب کی ہے، پھر بلخ کا باشندہ آیا، اس سے گفتگو کرنے کے بعد وزیر نے کہا: اس کی زبان "خط و کتابت" کے مطلب کی ہے، آخر میں ہراۃ کے، باشندے سے بات چیت ہوئی، اس کی زبان سننے کے بعد وزیر نے کہا اس کی گفتگو "بیت الخلاء" کے لائق ہے

مذکورہ صدر مقاموں کی فارسی بُنیادی حیثیت رکھتی تھی، ان کے ماتحت شہروں اور دیہاتوں کی زبان یا تو ان مقاموں کی زبان سے ملتی جلتی تھی یا اس سے ماخوذ و مشتق تھی، چنانچہ طوس اور نسا کی بولی نیسابور سے ملتی جلتی تھی، سرخس اور ابیورد کی بولی مرورود کی بولی سے مشابہ تھی مگر ابیورد کے باشندوں کے منہ سے بات کرتے وقت سیٹی کی آواز نکلتی تھی ۔ جُوزجان کی زبان بلخ اور مرورود کی زبان سے ملتی جلتی تھی، غرج الشار کی زبان ہراۃ اور مرو کی زبان کے بین بین تھی، بامیان اور طخارستان کی بولی بلخ کی بولی کے لگ بھگ تھی، مگر ان علاقوں کی زبان کو سمجھنا، کارے دارد تھا خوارزم کی زبان سیاح کے لئے مُعمّہ تھی ۔ آمُل اور فربر کی زبان کا لہجہ خوارزمی تھا مگر الفاظ اور اسلوب بخاری تھا ۔ بخارا کی فارسی عمدہ تھی، مگر یہاں کے لوگ گفتگو کے دوران میں "دانستی" کا بلا ضرورت بہت زیادہ استعمال کرتے تھے ۔ بخارا کی زبان خالص دری تھی اور اس زبان سے ملتی جلتی ہر زبان کو دری کہتے تھے، اس کا یہ نام اس لئے تھا کہ اس زبان میں شاہی رسائل اور فرمان لکھے جاتے تھے اور اس میں سرکاری کام ہوتا تھا، دری، در سے نکلا ہے جس کے معنی دروازہ کے ہیں، یعنی وہ زبان جو باب شاہی، پر بولی جاتی تھی ۔

سمرقند کے باشندے ک اورق کے مین مین تلفظ کرتے تھے، یہاں کی بولی ردکھی تھی، ہیطل کی تمام بولیوں میں شاش کی بولی ہر جگہ سے اچھی تھی، سُغد کی زبان فارسی سے بہت مختلف تھی، اور بخارا کے دیہاتی علاقہ کی بولی سے مشابہت رکھتی تھی، یہ بولی صرف سغدہی میں سمجھی جاتی تھی، سیاح نے لکھا ہے کہ دیہات کی بولی بالعموم بڑے شہروں کی بولی سے مختلف ہوتی تھی[1]

۵- مذاہب

سجستان، نواحی ہراۃ، کُرُوخ، استربیان میں خارجیوں کی بہت آبادی تھی، نیسابور میں معتزلی بہت سے تھے، مگران کو غلبہ حاصل نہ تھا، یہاں شیعی اور کرّامی فرقوں کا راج تھا اور سارا شہران کے ہنگاموں اور لڑائیوں سے گونجتا تھا۔ عام طور پہ سارے ملک مشرق میں امام ابو حنیفہ کے مسلک کا اتباع ہوتا تھا مگر ذیل کے علاقے اس سے خارج تھے:۔ صوبہ شاش، صوبہ ایلاق، طوس، نَسا، اَبیورد، طَراز، صنغاج، بخارا کا دیہاتی علاقہ، سِنج، دِنداتقان، اسفرائِن، جُوبان۔ ان تمام مقامات میں لوگ امام شافعی کے مقلد تھے اور ان کے فقہ پر عمل ہوتا تھا۔ ہَراۃ، سجستان، سَرخس، مرورود و مروشاہجان، میں گو غلبہ احناف کو تھا، مگر شوافع خوب ہنگامے (مباحثے، مجادلے، تقریریں) برپا رکھتے جس کے زیر اثر یہاں حنفی قاضیوں کے ساتھ شافعی قاضی بھی مقرر کئے جاتے تھے، نیسابور کے سارے خطیب اور مرو کی ایک جامع مسجد کے خطیب بھی شافعی مسلک کے تھے، ہَراۃ اور غرجستان میں کرّامی عقیدہ کے لوگ ہنگامے برپا کئے رہتے، فرغانہ، خُتّل اور جوزجان میں ان کے مدرسے تھے جہاں ان کے مخصوص علم کلام کی تعلیم دی جاتی تھی، مرورود اور سمرقند میں ان کی خانقاہیں تھیں۔

علاقۂ ہیطل کے دیہاتوں میں ایک فرقہ تھا جو "سفید پوش" کے نام سے مشہور تھا، اس کا مذہب الحاد و زندقہ سے ملتا جلتا تھا۔

---

[1] مقدسی صفحہ ۳۳۴-۳۳۶

ترمذ کے اکثر باشندے جہمی[2] تھے، رقہ کے لوگ شیعی تھے، کندر کے باشندے قدری[3] تھے

۶ - مذہبی تعصبات اور لڑائیاں

خراسان اور ہیطل میں مذہبی تعصب اور جھگڑوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ نیسا پور ایک مدت تک فقہی گروہوں میں بٹا رہا جن میں شدید عداوت تھی، سیاح کے وقت میں شیعوں اور کرامی فرقوں میں سخت دشمنی تھی اور دونوں میں معرکہ آرائیاں ہوتی تھیں۔

سجستان میں حنفی فرقہ سمکیہ اور شافعی فرقہ صدقیہ کے مابین لڑائیاں ہوتیں جن میں فریقین کے بیسیوں مارے جاتے تھے اور حکومت کو مداخلت کرنا پڑتی تھی۔

سرخس میں حنفی فرقہ عروسیہ اور شافعی فرقہ اہلیہ کے درمیان لڑائی ہوتی تھی۔

ہراۃ میں عملیہ نامی فرقہ اور کرامیہ فرقے دست و گریباں تھے۔

مرو میں مدنی فرقہ اور سوق العتیق کے لوگوں میں مار دھاڑ ہوتی تھی۔

نسا میں خنہ اور رأس السوق کے مذہبی گروہ مخالف محاذ بنائے ہوئے تھے۔

ابیورد بھی فرقہ وارانہ جنگ کا اکھاڑہ تھا۔

بلخ میں مختلف فقہی و مسلکی گروہوں میں سخت عصبیت تھی اور یہی حال سمرقند کا بھی تھا بلکہ سمرقند اور شاش کا حال اور زیادہ خراب تھا۔ سیاح لکھتا ہے کہ کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں اصولی، کلامی، فقہی یا مسلکی تعصبات کے زہر نے باشندوں کی فکر و نظر کو مسخ نہ کر دیا ہو[4]۔

---

[1] مقدسی ص۳۲۳

[2] جہمیہ ایک فرقہ تھا جس کے عقائد کی اشاعت ابتداءً ترمذ میں بعہد بنی امیہ ہوئی۔ اس فرقہ کا عقیدہ تھا کہ انسان مجبور محض ہے اس کو ارادہ اور اختیار کی آزادی نہیں ہے اور اس سے جو اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ اسی طرح ہوتے ہیں جیسے جمادات سے۔

[3] قدریہ وہ فرقہ تھا جو ارادہ اور اختیار کی آزادی اور انسان کی مسئولیت کا قائل تھا۔

[4] مقدسی ص۳۳۶